THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, October 31, 2011
(74th Session)
Volume VII, No. 04
(Nos. 01-08)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran…………………………….…………… 1
2. Leave of Absence………………………………………….….…….. 2
3. Point of order:
   * Deplorable conditions in FATA………….……….....……. 8-11
4. Privilege Motions:
   * Azakhel Dry Port………………………………...………….. 12-13
   * Baggage missed by PIA……...……………….…..………….. 14
5. Points of order:
   * Devolution of powers not being implemented…..…………... 15-17
   * Dual citizenship disqualifies the member………...…..……… 18-19
   * Miserable conditions of women and the Crisis Centres……… 20
   * Compensation for flood hit areas…………………...………... 21-24
6. Legislative Business:
   * [The Right to Free and Compulsory Education Bill, 2011]….. 27-32
   * [The Journalists Protection and Welfare Bill, 2011]…..….…. 33-42
7. Points of Order:
   * Pakistan's nomination as a Non-permanent Member of the UN General Assembly…………………………………….…….… 43-44

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-VII — SP.VII(04)/2011
No. 04 — 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, October 31, 2011

The Senate of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past four, in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۝٢ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا
لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِىْ تَطَّلِعُ
عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

ترجمہ: ہر اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جو (روبرو) طعنہ زنی کرنے والا ہے (اور پس پشت) عیب جوئی کرنے والا ہے۔ (خرابی و تباہی ہے اس شخص کیلئے) جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی دولت اسے ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ ہر گز نہیں! وہ ضرور حطمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا۔ اور آپ کیا سمجھے ہیں کہ حطمہ (چورا چورا کر دینے والی آگ) کیا ہے؟ (یہ) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں پر (اپنی اذیت کے ساتھ) چڑھ جائے گی۔ بیشک وہ (آگ) ان لوگوں پر ہر طرف سے بند کر دی جائے گی۔ (بھڑکتے شعلوں کے) لمبے لمبے ستونوں میں (اور ان لوگوں کے لئے کوئی راہ فرار نہ رہے گی۔

(سورۃ الھمزۃ آیات 1 تا 9)

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ حافظ رشید صاحب تشریف رکھیئے، پہلے leave applications پڑھ لوں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔

سینیٹر انجینیئر ملک رشید احمد خان: جناب چیئرمین! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں گنتی کرتا ہوں۔ پورا ہو گیا ہے، 25 ہوگئے ہیں۔ بخاری صاحب آگئے ہیں، ان کے آنے سے 25 ہوگئے اور اگر یہ نہ آتے تو کورم پورا نہ ہوتا۔ میں نے گنتی کر لی ہے، پانچویں تک میں حساب میں بہت اچھا تھا اور جب سینیئر ہوتا گیا تو حساب میں کمزور ہوتا گیا، زندگی بے حساب ہوتی چلی گئی۔ پہلے میں leave applications پڑھ لوں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر آج مورخہ 31 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب طلحہ محمود صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 26 تا 28 اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 31 اکتوبر تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 31 اکتوبر تا اختتام حالیہ اجلاس، ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: میاں رضا ربانی صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 31 اکتوبر تا 2 نومبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید نوید قمر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جا رہے ہیں اس لیے مورخہ 31 اکتوبر تا اختتام حالیہ اجلاس شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب بابر خان غوری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 31 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جی صابر بلوچ صاحب! آپ کوئی بہت ضروری بات کرنا چاہتے تھے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔

It is a very important point of order to me and for my party, for the country, for the Constitution, for the rule of law.

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر صاحب! مجھے ایک منٹ دیں۔ نیر بخاری صاحب! اگر ابھی ہم نے points of order شروع کر دیئے تو پھر یہ Private Members' Day کی کارروائی نہیں ہو پائے گی۔آپ فیصلہ کریں کہ کیا کرنا چاہیئے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): یہ point of order کی discretion تو آپ کے پاس ہے لیکن جہاں تک Private Members' Day کا تعلق ہے تو what is the sense of the House? Is to proceed or not?

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھ لیں، پوچھ لیں، ہمارے Leader of the Opposition توحج پر گئے ہوئے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: If members want points of order then it is up to you, if they want their legislative business, that too is up to you.

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح ہے۔ راجا صاحب کہہ رہے ہیں business کر لیں۔ Points of order سے پہلے ہم نے privilege motion کرنا ہوتا ہے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئرمین! آپ نے مجھے اجازت دے دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے آپ کر لیں، آپ کے بعد جمال خان لغاری صاحب کا privilege motion ہے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب عالی! میرا point of order اس لیے important ہے کہ جمعہ کے دن لاہور بھاٹی گیٹ کی گلی میں وزیراعلیٰ پنجاب نے تقریر کی۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ جلسہ کتنا بڑا تھا اور کتنا چھوٹا تھا، عمران خان کا جلسہ کتنا بڑا تھا یا کتنا چھوٹا تھا لیکن important بات یہ ہے کہ ہم ماضی میں ان ادوار سے گزرے ہیں، اسی لاہور میں آج سے 25,30 سال پہلے ہنری کسنجر نے جناب ذوالفقار علی بھٹو شہید کو دھمکی دی تھی کہ I will make you an example اور سب نے دیکھا کہ اس کا انجام کیا ہوا۔

میں خاص طور پر راجا ظفرالحق صاحب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں، کاش کہ ڈار صاحب بھی یہاں موجود ہوتے، یہ بہت سنجیدہ لوگ ہیں، راجا صاحب democratic values کو سمجھتے ہیں، انہوں نے ایک عمر سیاست میں گزاری ہے، انہوں نے بڑی عزت کی سیاست کی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو derogatory remarks صدر مملکت کے لیے Chief Minister Punjab نے دیئے،اس کی جو اپنی fussy ذہنیت ہے، اس کی language traitor کے ذہن کی ہے، اس کا capricious and (xxx) attitude تھا۔ یہ سب چیزیں اس کو زیب نہیں دیتیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں صدر پاکستان کو لٹکا دوں گا۔ ہمیں پتا ہے کہ وہ ضیا کے school of thought کا بندہ ہے اوراس سے تعلق رکھتا ہے۔ لاہور میں بیٹھ کر وہ آئین کے custodian کو لٹکانے کی بات کرتا ہے، آئین کو پامال کرنے کی بات کرتا ہے، rule of law کو ختم کرنے کی بات کرتا ہے۔ وہ شہزادہ جو

محلوں میں رہتا ہے، وہ پنجاب کی ایک چھوٹی سی گلی میں بیٹھ کر اپنی ایجنسیوں کے نمائندوں کے سامنے پیپلز پارٹی کی leadership اور اس کے کارکنوں کو لٹکانے کی بات کرتا ہے۔

جناب والا! وہ کونسی سیاست کر رہا ہے۔ کیا اسے چھوٹے صوبوں کے لوگ ہضم نہیں ہوتے۔ پنجاب کے لوگ عظیم ہیں، پنجاب کے لوگوں نے ہمیشہ پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا ہے۔ ہمیں اس قسم کی دھمکیوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن افسوس شہباز شریف کے ساتھ نہیں ہے، افسوس مجھے راجا محمد ظفر الحق صاحب جیسے شخص کے ساتھ ہے، مجھے اسحاق ڈار صاحب کے ساتھ افسوس ہے، مجھے ان بڑے caliber کے لوگوں کے ساتھ افسوس ہے جو traitor کا ساتھ دے رہے ہیں، اس (XXXXX)[1] کا ساتھ دے رہے ہیں جو پاگل ہے، جس کا علاج کرنے کی ضرورت ہے۔ راجا صاحب! میں خاص کر آپ کو اور میرے محترم جناب اسحاق ڈار صاحب کو عرض کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے یہ leadership اپنے ہاتھ میں لیں تاکہ ایک democratic process چلے تاکہ ایک طریقہ کار چلے۔ جناب والا، یہ issue چھوٹا issue نہیں ہے۔ آج اگر اس کی عمران خان کے ساتھ problem ہے that is not our problem اس کا ہمارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے، اس کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ جانے اس کا جلسہ جانے اور لیکن اس ایوان میں، میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پورے ایوان کی، پورے آئین کی، پورے قانون کی، پورے پاکستان کی توہین ہے، اس لیے کہ صدر مملکت ایک elected President ہے وہ Parliament کا elected شخص ہے، تمام صوبوں نے اس کو ووٹ کیا ہے اور ایک (XXXX) شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے اور جو ایک still minded شخص ہے کہتا ہے میں اس کو لٹکاؤں گا اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اور مجھے امید ہے کہ راجا ظفر الحق صاحب، ڈار صاحب بھی اس کی بھرپور مذمت کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ (XXXXX) کا لفظ حذف کرتے ہیں، وہ ہمارے standards پر نہیں ہے۔ میں پہلے دو privilege motions لے لیتا ہوں پھر points of order پر آجاتے ہیں۔ ایک منٹ! باری باری کر لیں گے نماز سے پہلے بھی کچھ لے لیتے ہیں اور نماز کے بعد بھی لے لیتے ہیں۔ بعد میں سب کو موقع دیتے ہیں۔ حسیب خان صاحب! مہربانی بیٹھ جائیں۔ جمال لغاری

---

1 [XXXXX] Word expunged by order of the Acting Chairman.

صاحب کا بھی ہے۔ راجا ظفر الحق صاحب کو بات کرنے دیں کیونکہ مسئلہ ایسا اٹھ گیا ہے۔ ڈوگر صاحب! اسی پر چلتے رہے تو پانچ سال پورے ہو جائیں گے اسی کام میں پھر نیا وقت آجائے گا۔ جی راجا صاحب۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: شکریہ جناب چیئرمین! چونکہ میرے فاضل دوست صابر بلوچ صاحب نے میرا نام لیا اور کچھ suggestions دیں اور جس بارے میں انہوں نے اپنی تشویش کا اظہار کیا خود انہوں نے بھی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔ کونسی وہ انگریزی کی گالی تھی جو ان کو بتائی گئی اور انہوں نے بغیر سمجھے ہوئے وہ اگل نہیں دی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: مہربانی ان کو بولنے دیں۔ میں سمجھ رہا ہوں اور وہ بھی سمجھ رہے ہیں۔ میں نے (XXXXX)[2] کا لفظ حذف کر دیا ہے۔ جی۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: وہ ساری انہوں نے اس لیے حذف کی ہیں کہ آپ نے وہ غیر مناسب الفاظ ادا کیے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاست میں اختلاف رائے شدید ہونے کے باوجود ایک تہذیب یافتہ طریقہ، جمہوری طریقہ اور دوسرے کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے تقریباً ایک سال پہلے میاں نواز شریف صاحب نے وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کو یہ تجویز دی تھی کہ دس محکمے ایسے ہیں جو کرپشن کی وجہ سے، نااہلی کی وجہ سے ڈوب رہے ہیں جس میں Steel Mill بھی ہے، ریلوے بھی ہے، Energy کا سیکٹر ہے، پی آئی اے ہے یہ ایسی چیزیں ہیں جو پوری قوم کو اور اس کی economy کو ڈبو رہی ہیں۔ ملک کے وجود کے لیے خطرہ بنتا جا رہا ہے جو طریقہ کار انہوں نے اپنایا ہوا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے اس پر اتفاق کیا۔ تجویز یہ تھی کہ جو جوان کے سربراہ بنائے جائیں وہ ایسے طریقے سے بنائے جائیں کہ جن پر باقی قوم کو بھی اعتماد ہو، وہ دیانتدار بھی ہوں اور efficient بھی ہوں لیکن پتا نہیں خدا معلوم کس نے ان کو منع کر دیا کہ پھر اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ہم نے کل پرسوں سنا ہے کہ صدر صاحب نے کہا ہے کہ ان اداروں کے سربراہوں کو یا چلانے والوں کی تبدیلی کی جائے اور بہتر لوگ لگائے جائیں۔ یہ بات اگر پہلے کر لی جاتی تو اس دوران جو نقصان ہوا ہے وہ نہ ہوتا۔ اگر

---

[2] [XXXXX] Word expunged by order of the Acting Chairman.

کسی آدمی کے بارے میں یہ ہو کہ وہ دیانتداری سے کام نہیں لے رہا، اس کے لیے کئی الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاست کے اندر tension اور تشدد نہیں ہونا چاہیے اور اس میں جس طریقے سے اگر لاہور میں کسی نے کہا ہے کہ ملک سے کرپشن ختم ہونی چاہیے اور جو بھی کرپٹ لوگ ہیں ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہیے اور across the board اس بارے میں احتساب ہونا چاہیے، اس کا نتیجہ کیا ہوا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ (نواز) کے جو شہر کے اندر دفتر تھے وہ جلانے شروع کردیئے۔ کیا یہ سیاست ہے ؟ کیا یہ جمہوریت ہے ؟ کیا یہ اخلاق ہے اور ان کی جماعت میں سے کیا کسی نے بھی بیان دیا ہے کہ یہ غلط ہے! کسی نے یہ کہا ہے کہ ہم ان کو لگام ڈالیں گے! اس سے تو یہ پتا چلتا ہے کہ لوگوں کو خود اکسایا گیا کہ یہ عمل کرو تو کیا جن لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کے اندر امن و امان قائم رکھیں، سیاست کے عمل کو ایک خاص معیار تک رکھیں، کیا ان کا یہ فریضہ نہیں تھا کہ وہ اس معاملے کو کنٹرول کرتے اور ہمیں بتایا جائے کہ آیا ان لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ میں اس بات کا قائل ہوں، میں نے ساری زندگی نہ کبھی کسی کو کوئی گالی دی ہے نہ کسی سے گالی کھائی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو سب کو ایک جیسا کرنا چاہیے۔ یہ ذمہ داری تو سب کی ہے، کسی ایک آدمی کی تو نہیں ہے، کسی ایک پارٹی کی تو نہیں ہے اور اس ماحول کو سب سے زیادہ اگر ٹھنڈا رکھنے کی اور اس میں اخلاق کی برتری کو قائم رکھنے کی ذمہ داری ہوتی ہے تو جہاں وہ اپوزیشن پر عائد ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اگر گرما گرمی پیدا کرنی ہو تو اس کا سوئچ بھی حکومت کے پاس ہوتا ہے اور اگر اس کو ٹھنڈا کرنا ہو تو وہ بھی حکومت کے پاس ہوتا ہے۔ تین سال ہم نے یہ طعنے برداشت کیے کہ یہ friendly اپوزیشن ہے، یہ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، انہوں نے باریاں مقرر کی ہوئی ہیں، ایسا تو نہیں تھا۔ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ ان کو موقع دیا جائے کہ وہ لوگوں کی بہتری کریں لیکن کیا وجہ ہے کہ اگر ریلوے کے مزدور سڑکوں پر نہیں آئے، ریلوے کو پیسے نہیں دیئے گئے وہ پہلے بھی دیئے جاسکتے تھے اس حد تک کیوں پہنچے کہ لوگ احتجاج کرتے کرتے مر جائیں، ان کے heart fail ہو جائیں ایسا کیوں ہوا؟ پنشنرز کو پنشن نہیں مل رہی تھی، ایسا کیوں ہوا ؟ اسی طریقے سے باقی محکمے بھی ہیں۔ اب اگر لوڈشیڈنگ کے بارے میں members of the Parliament وہاں جا کر دھرنا نہ دیتے تو لوگ پریشان ہوتے رہتے۔ اسی روز لوڈشیڈنگ ختم کر دی گئی یہ اس سے پہلے بھی ہوسکتا تھا۔ جو circular debt ہے اس کے لیے اگر پیسے اس دن دیئے جاسکتے تھے وہ پیسے پہلے بھی دیئے جاسکتے تھے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر بلوچ صاحب! راجا صاحب کو بات کرنے دیں۔ جمہوریت کی یہی تو خوبصورتی ہے کہ آپ بات کریں اور دوسرے کو تحمل سے سنیں۔ جی۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: میں نے یہ بات کی ہے کہ ان کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں اور ایسی زبان نہیں بولنی چاہیے تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بھی یہی کہہ رہے ہیں، تسلیم کر رہے ہیں۔صابر بلوچ صاحب! مہربانی یہ cross talk نہ کریں، ان کو بات مکمل کرنے دیں۔ جی۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: ایک مہذب معاشرے میں کرپشن نہیں کی جاتی، ایک مہذب معاشرے میں کرپشن کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ جو Bill سینیٹ کے اندر آیا ہوا ہے اس کو pass کرنا چاہیے، اسے pass ہونا چاہیے تاکہ احتساب ہوسکے۔لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے لڑنا شروع کردیا ہے، کوئی تیسری طاقت اس کا فائدہ اٹھائے گی۔ اگر جمہوریت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اس بات کا بھی احساس رکھنا چاہیے کہ کیا وہ لوگوں کی توقعات پر پورا اتر رہے ہیں، ان کی تکلیفوں کا کوئی مداوا کر رہے ہیں، کیا ایک ایسی حکومت قائم کرنے میں وہ کامیاب ہوئے ہیں جس سے لوگوں کا بھروسا بڑھے۔ دیانتدار حکومت بنانے کے لیے کوشش کرنی چاہیے یا نہیں کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ راجا صاحب۔ حافظ صاحب آپ شروع ہی سے کھڑے ہوگئے تھے۔ جی حافظ رشید صاحب۔ حافظ صاحب! کوئی کارآمد بات کریں نا۔ حافظ صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ آج 31 اکتوبر کو دنیا کی آبادی 7 ارب ہوگئی ہے۔ میں آپ کو چوکنا کرنے والی خبر دے رہا ہوں۔ آپ رحم کرنا۔

Point of Order:
Deplorable Conditions in FATA

سینیٹر حافظ رشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے موقع دے دیا۔ جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے ایک لطیفہ بھی میں آپ کو سناؤں گا۔ ہمارے علاقے میں ایک مولوی صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر کہا کہ جو 'ولاالضالین' بولے وہ کافر ہے۔ دوسری طرف دوسرے مولوی صاحب نے بیان کیا کہ اگر کوئی 'ولا الدالین' بولے تو وہ کافر ہے۔ وہاں ایک

افیمی/نشئی شخص موجود تھا جو خوشی سے جھوم اٹھا۔ کہنے لگا کہ یہ دونوں کافر ہیں، اصلی مسلمان میں ہوں کیونکہ میں نے نہ 'ولاالضالین' پڑھا اور نہ 'ولاالدالین' پڑھا۔

میں کہتا ہوں اصل لوگ فاٹا والے ہیں کہ نہ کسی کو مداری کہتے ہیں اور نہ کسی کو لوہار کہتے ہیں۔ اصل لوگ ہم ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں بڑی پارٹیاں صبر و تحمل سے کام لیں۔ پرویز مشرف کے وقت میں جو ان کو جیلوں میں رکھا گیا تھا، وہی کیس ان پر پڑے تھے جو انہوں نے خود ایک دوسرے پر قائم کیے تھے۔ نواز شریف صاحب نے زرداری صاحب کے اوپر لگائے تھے اور زرداری صاحب نے ان کے اوپر لگائے تھے۔ ان واقعات سے یہ لوگ پھر بھی سبق نہیں لیتے۔ میں کہتا ہوں خدا کے لیے کچھ تو خیال کریں، ملک اس طرح نہیں چلایا جاتا۔ ملک چلانے کے لیے کوئی اصول ہوتا ہے، ملک کے لیے کوئی قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ اس طرح تو ملک نہیں چلائے جاتے جیسے یہ دونوں پارٹیاں چلا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اب اپنی بات پر آتا ہوں۔ فروری 2008 میں جو الیکشن ہوئے، اس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کے صرف 9 سینیٹر ادھر بیٹھے تھے۔ پھر جب یوسف رضا گیلانی، وزیرِاعظم منتخب ہوگئے تو محترم رضا ربانی صاحب ہمارے پاس آگئے۔ اس وقت پیپلز پارٹی کے صرف 9 ارکان تھے۔ ہم نے غیر مشروط طور پر، بغیر کسی شرط کے پیپلز پارٹی کے ساتھ تعاون کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ کوئی شرط نہیں تھی۔ ہم نے تعاون کے لیے ہاتھ کیوں بڑھایا؟ اس لیے کہ اس وقت پرویز مشرف کی حکومت تھی، ایک dictator تھا، ایک مارشل لا کی حکومت تھی، ہم نے کہا کہ ہماری اس سے جان چھوٹ جائے گی لیکن جناب چیئرمین! اس کے بعد آپ یقین کریں کہ کوئی پالیسی تبدیل نہیں کی گئی۔ وہی پالیسیاں چل رہی ہیں۔ پرویز مشرف کے وقت میں ڈرون حملے ہوتے تھے، اب بھی ہوتے ہیں۔ کل بھی ہم پر ڈرون حملہ ہوا اور وہ بھی settled area کے قریب، جس میں دس سے بارہ لوگ شہید کیے گئے۔ جناب چیئرمین! جب Hillary آتی ہے یا دوسرے آتے ہیں تو ہمارے لوگ استقبال کے لیے کیوں جاتے ہیں؟ وہ ہمیں مرواتے ہیں۔ کیا فاٹا آپ کے ملک کا حصہ نہیں ہے؟ ہم آپ کے لوگ نہیں ہیں؟ ہم آپ کے عوام نہیں ہیں؟ آپ کا دل ہمارے لیے نہیں دکھتا؟ آخر وجہ کیا ہے، کیا ہمارے بچے آپ کے بچے نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین! ظلم پر ظلم یہ ہے کہ سالانہ ترقیاتی منصوبوں کے سلسلے میں جو فنڈز ہمیں دیتے جاتے ہیں، اعلان کوئی اور ہوتا ہے جبکہ ہمیں ملتا بہت قلیل مقدار میں ہے۔ پچھلے سال دس سے

بارہ ارب کا اعلان کیا گیا، جب کہ ہمیں صرف چھ ارب روپے ملے۔ اس مرتبہ تقریباً چھ مہینے ہونے والے ہیں، ADP میں 15 ارب رکھے گئے ہیں، جبکہ ہمیں اس میں سے صرف 66 کروڑ روپے ملے ہیں۔ خدا کے لیے فاٹا والوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں۔ پتا نہیں نیر بخاری صاحب سنتے ہیں یا نہیں۔ وسیم سجاد صاحب اس ملک کے صدر رہے ہیں، وہ اپنی گپوں میں مصروف ہیں۔ وہ فاٹا والوں کے حالات سے بے خبر ہیں۔ یہ صرف لیڈر لوگوں کی جگہ ہے۔ خدا کے لیے فاٹا پر رحم کرو۔ فاٹا کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ آپ لوگ گپوں میں مصروف ہیں۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ ملک آپ کے ہاتھوں سے نکل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس طرح ملک نہیں چل سکتے۔ جب تک آپ ہماری بات نہیں سنتے، اس وقت تک ہم روزانہ واک آؤٹ کریں گے۔ ہم دوسرے ارکان سے بھی گزارش کریں گے کہ فاٹا کے حقوق کے لیے ہمارا ساتھ دیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

(اس موقع پر سینیٹر حافظ رشید احمد اور بعض دوسرے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں ابھی صرف آپ دوستوں سے اجازت لینا چاہتا ہوں کہ privilege motion کے دو مسئلے ہیں، وہ لے کر پھر ہم عبدالرحیم خان مندوخیل کو سنیں گے۔ چلیں مندوخیل صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! بات یہ ہے کہ ایک point of order پر بات ہوئی اور اس کا سیاسی جواب بھی دیا گیا۔ ہم پارلیمنٹ کے member ہیں، ہم بات کرنا چاہتے ہیں ایک موضوع پر، وہ تو ایک دوسرے کے فریق بن گئے ہیں، آپ مہربانی کریں ہمیں موقع دیں۔

جناب والا! جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے بارے میں اختصار سے میں عرض کروں گا، جو کچھ ہوا، سالہا سال گزرنے کے بعد آخر سب پارٹیاں اس نتیجے پر پہنچیں کہ جو کام وہ پارٹیاں کر رہی تھیں، وہ صحیح بات نہیں تھی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ آئندہ کے لیے ہم democratic طرز پر پارلیمنٹ کو چلائیں گے اور ملک کو بھی چلائیں گے۔ یہ جو دوستانہ اور friendly opposition کی بات کی جاتی ہے، میں تو کہتا ہوں کہ بہت اچھی بات تھی کہ friendly opposition تھی۔ بہت اچھا تھا کہ وہ باقاعدہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھیں اور اس پر متفقہ انداز میں فیصلہ کریں۔ آپ نے دیکھا کہ اٹھارھویں ترمیم کے معاملے پر سب پارٹیوں نے، سب مخالف پارٹیوں نے اتفاق رائے کیا اور اسے عملی شکل دی۔ اسی کے نتیجے میں ہمارے آئین کی اتنی بہتری اور اصلاح ہو پائی ہے جو کہ 64 سالوں میں نہ ہو سکی۔ ابھی جو رویہ اختیار

کیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔ ہر پارٹی کا حق ہے کہ جلسہ کرے، اپنا منشور اور اپنا پروگرام بیان کرے تاکہ عوام قائل ہوں اور اگر الیکشن ہوں تو الیکشن میں حصہ لیں لیکن یہاں طریقہ کیا ہے کہ ہر ایک جو وہاں جلسے کا انتظام کرتا ہے، نظر آتا ہے کہ میدان مارنے کے لیے، مخالف کے خلاف اس نے یہ camp لگایا ہے۔ اس کیمپ کو، باقاعدہ ایک دوسرے کے خلاف ایک دشمنانہ انداز میں ایک مورچے کی شکل دی گئی ہے۔ اس کے بارے میں ہم پاکستانی عوام کی طرف سے آپ کو کہہ رہے ہیں، ان پارٹیوں کی تجربہ کار leadership ہے، ہم پارٹیوں سے request کرتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں اپنی پالیسی میں ذرا تبدیلی لائیں، اپنی پارٹیوں کو ذرا صحیح ہدایت دیں اور خود بھی ایسے کام نہ کریں۔ ابھی انہوں نے فرمایا کہ انگریزی کا فلاں لفظ اتنا خطرناک نہیں ہے، اگرچہ وہ گالی ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ جو start لیا گیا ہے، اس کو اسی جگہ پر ختم ہونا چاہیے۔ اگر آپ اس سے آگے بڑھے تو حالات خراب ہوسکتے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ کراچی میں مسلسل قتلِ عام ہو رہا تھا اور بحران تھا، پاکستان مجموعی طور پر ایک بحران کا شکار ہے، آج آپ ماحول کو ایسا بنا رہے ہیں کہ ایک explosion ہوجائے۔ مہربانی کرکے ایسا نہ کریں۔

جناب والا! ایک اور بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے جمعہ کے دن میں نے اپنی تقریر میں ایک بات کی، حاجی عدیل صاحب اور زاہد خان صاحب نے بھی بات کی لیکن اخبار میں میرے حوالے سے ایک بات شائع ہوئی کہ عبدالرحیم نے کہا کہ حاجی عدیل صحیح نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے، میں نے کبھی ایسا نہیں کہا بلکہ میں نے کہا تھا کہ میں حاجی عدیل کی تائید کرتا ہوں۔ لہٰذا ریکارڈ کو درست کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بلور صاحب۔ دو privilege motions آجائیں پھر points of order پر آئیں گے۔ ڈوگر صاحب! آپ کو بھی موقع ملے گا۔ اگر نماز کا وقفہ آگیا تو اس کے بعد مل جائے گا۔ ڈوگر صاحب! please آپ ان کو بولنے دیں پھر موقع سب کو ملے گا۔ میرے ہوتے ہوئے سب کو موقع ملے گا، تھک جائیں گے پھر بھی کہیں گے کہ ابھی کون رہ گیا ہے۔ ڈوگر صاحب! ان کو privilege motion پر بات کرنے دیں۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: جناب! میں صرف ایک منٹ کے لیے بات کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں ایک منٹ لے لیں، میں گھڑی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: صابر بلوچ صاحب نے ایک بات یہاں کی، میں اسی کو آگے بڑھاتا ہوں۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صدرِ پاکستان ایک آئینی سربراہ ہوتے ہیں۔ قانون کے مطابق وہ سربراہ ہیں۔ وہ ایک جمہوری سربراہ ہیں، تمام پارٹیوں نے انہیں ووٹ دے کر کامیاب کرایا ہے۔ صدر پاکستان کے خلاف جو بھی الفاظ بولے جاتے ہیں وہ پاکستان کے آئین کے خلاف ہیں اور جو بھی آدمی پاکستان کے آئین کے خلاف بولتا ہے، اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: راجا ظفر الحق صاحب نے فرمایا ہے کہ سندھ میں مسلم لیگ (ن) کے دفتروں پر حملے ہو رہے ہیں جبکہ سندھ میں تو مسلم لیگ (ن) کے دفاتر ہی نہیں ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب الیاس بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: I am so grateful to you sir. My privilege motion in which, I am complaining against Mr. Imdad Ali F.A. and CEO Revenue of Railways.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: اس privilege motion کے بعد بات کر لیجیے گا۔ ابھی مغرب کا وقفہ ہو گا، اس کے بعد سب کو موقع ملے گا۔ ٹی وی کے پروگرام سینیٹ سے زیادہ اہم نہیں ہیں۔ جی بلور صاحب! آپ continue کریں۔

Privilege Motion:
Azakhel Dry Port

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! میرا privilege motion یہ ہے کہ اذاخیل ڈرائی پورٹ کے لیے اخبارات میں ایک tender notice دیا گیا تھا، اس کے جواب میں چار پانچ درخواستیں آئی تھیں، جن میں ایک درخواست Azakhel Dry Port Trust والی جو legally final ہوئی تھی اور محکمہ ریلوے والوں کی اس کمپنی کے ساتھ پندرہ بیس meetings بھی ہوئی تھیں۔ 30th June 2011 کو ریلوے کی executive committee کی میٹنگ بلائی گئی اور اس میٹنگ میں امداد علی نام کے ایک آدمی نے اس پر نہ صرف دستخط کرنے سے انکار کیا بلکہ وہ اس کو لے

کر سیدھا دنیا ٹی وی چینل پر پہنچ گیا اور کہا کہ یہ الیاس بلور کے سمدھی کا trust ہے اور وہ اس کا چیئر مین ہے۔ جناب والا! میرے رشتے دار یا دوست کا کسی ٹرسٹ کا چیئر مین ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ انہوں نے میرے خلاف دو پروگرام دنیا ٹی وی پر کیے، ان میں مجھے اور میرے رشتے دار کو بدنام کیا گیا۔ اب اس کمپنی کے Chief Executive نے انکار کر دیا ہے کہ ہم یہ زمین لیتے ہی نہیں ہیں کہ ڈیڑھ سال سے حاجی غلام احمد بلور صاحب بحیثیت وزیرِ ریلوے موجود تھے اور الیاس احمد بلور بار بار ٹیلیفون کرتا رہا، اس کے باوجود اس میں ڈیڑھ سال لگا ہے۔ اسی طرح کی ڈرائی پورٹ ملتان اور لاہور میں دی گئی ہیں اور اس سے زیادہ پیسے دیے گئے تھے، اس لیے میرے اس privilege motion کو Standing Committee on Privileges کے حوالے کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئر مین! انہوں نے اس privilege motion میں whatever he has given to the office that بیان کیا ہے لیکن crux of matter has not been read out. یہ صرف اس شخص امداد علی کے بارے میں ہے اور امداد علی کون ہے، Is he a government official?

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئر مین: جی بخاری صاحب۔ آپ اس پر بات کر لیں تو اس کے بعد نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it may be sent to the Standing Committee on Privileges.

Mr. Acting Chairman: The motion is referred to the Standing Committee on Privileges for appropriate action.

اب نماز کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

(The House was then adjourned for Maghrib prayers for fifteen minutes)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیرِ صدارت جناب سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی شروع ہوئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I think we have a privilege motion pending and privilege motion takes precedence over anything else, so, Sardar Jamal Khan Leghari Sahib.

Privilege Motion:

Baggage Missed by PIA

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: Thank you Chairman Sahib. I read my privilege motion with your due permission, sir.

Sir, I traveled from Geneva to Islamabad via London by PK-786 on 24th October, 2011 in connection with my official visit to IPU Conference held in Bern last week. I checked in two pieces of my luggage which according to the PIA record was received in London from Geneva by Swiss flight No.LX-348 and loaded in a container for Islamabad bound flight by PK-768 which happens to be our Pakistan International Airline. Unfortunately, one piece of my checked in baggage went missing at Islamabad Airport when I landed on 25th October, 2011 at 07:30 in the early morning hours. I reported the matter to the PIA authorities at Islamabad and made a request for tracing out my baggage but the PIA authorities at Islamabad and London have paid absolutely no heed to my repeated requests. After elapse of eight days now my baggage is still stands missing which carry my personal valuable items. This has not only caused a great inconvenience but mental torture to me and my family which were waiting anxiously for their personal belongings to arrive. Sir, I have traveled in connection with an official visit and therefore, my privilege as a member of Parliament

has been breached due to reckless and negligent behavior of the PIA authorities.

I, therefore, request your good self that the motion may kindly be admitted and referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges for examination and report. Thank you, sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Leader of the House, would you like to say something on this?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It may be sent to the concerned Committee, sir.

Mr. Presiding Officer: The privilege motion of Senator Sardar Mohamamd Jamal Khan Leghari is admitted and referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges for examination and report.

Now, we take on the points of order, Haseeb Khan Sahib.

Points of Order

I. Devolution of Powers, Not Being Implemented

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب عالی! بہت شکریہ، آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آج ایک جرم کی نشان دہی کروں گا جو یقیناً کسی سازش کے تحت کیا جا رہا ہے۔

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار صوبائی خود مختاری دی گئی۔ ابھی مندوخیل صاحب نے بھی کہا تھا کہ یہ سب سے بڑا کام ہوا لیکن حسب روایت بیوروکریسی نے اس قانون کی دھجیاں مختلف ministries میں اڑائی ہوئی ہیں اور وہاں پر کوئی سنوائی نہیں ہو رہی۔ Ministry of Health نے اپنے آپ کو قانون سے بالاتر بنایا ہوا ہے۔

جناب عالی! اٹھارھویں ترمیم کے بعد Ministry of Health کی powers صوبوں کو منتقل کر دی گئی تھیں اس کے باوجود Cabinet Secretariat وہ سارے کام کر رہی ہے جو اب provinces کو کرنے چاہییں۔ اس کے بعد سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ DRA کے بارے میں Prime Minister Sahib بھی کہہ چکے ہیں، 18th Amendment میں اس کی

ایک clause موجود ہے، Committee نے بھی اس کو approve کیا ہوا ہے، provinces سے بات بھی ہو چکی ہے اس کے باوجود اٹھارھویں ترمیم کی فائل کو پتا نہیں کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے اور ہر مہینے Ministry of Health کے تمام بورڈ Cabinet کے تحت کام کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ devolution of power کے بعد یہ unconstitutional ہے۔ اس کی صرف مذمت نہ کی جائے بلکہ Ministry of Health اور Cabinet Secretary کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ وہ کس power کے تحت Registration Board, National Programme and Price Contract کی meetings کر رہے ہیں۔

جناب عالی! ministry سے یہ بھی پوچھا جائے کہ Prime Minister Sahib نے کہہ دیا، President Sahib نے بھی کہا، تمام صوبے اس بات پر متفق تھے تو DRA کیوں نہیں بنائی جا رہی ہے کیونکہ DRA تمام دنیا میں ہوتی ہے اور Ministry of Health اگر چاہتی ہے کہ پبلک کو صحیح دوائی ملے اور ان کا صحیح علاج ہو لیکن اس سے چونکہ Ministry of Health کی اجارہ داری ختم ہو جاتی ہے اس لیے وہ اس میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ میں اٹھارھویں ترمیم سے پہلے سے اس پر کام کر رہا ہوں اور چونکہ میرا تعلق medical profession سے ہے، پانچ سال پہلے کا Ministry of Health میں میرا ڈرافٹ پڑا ہوا ہے جو میں نے international personnals سے بنوایا تھا، تو ظاہر ہے اس وقت تو کوئی بات نہیں تھی لیکن اٹھارھویں ترمیم کے بعد یہ جرم ہے۔ میں اس جرم کی نشان دہی کر رہا ہوں اور یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان کو بلا کر کل ہی ان سے اس بارے میں پوچھا جائے ورنہ پھر آپ خود اس پر کوئی action لیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you, Senator Haseeb Khan, unfortunately you have moved a point of order.

پوائنٹ آف آرڈر میں reply نہیں ہوتا and government is not responsible to reply زیادہ بہتر ہوتا اگر آپ Calling Attention Notice دیتے تو Minister would be present. Now Rules of Procedure میں ہر چیز ہے۔ اگر ہم صرف اس کو follow کرتے تو اچھا ہوتا۔ Although it is a very important subject. آپ نے اس کو بہت ہی detail میں بیان کیا ہے۔ میں Leader of the House سے request کر سکتا ہوں کہ kindly take notice of this matter and اس کو آپ follow up کریں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: میں نے point of order پر صرف نشان دہی کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بھی ایک problem ہے کہ commenced motions, adjournment motions جیسی چیزیں نہیں آ رہیں۔ ہمارے سب parliamentary leaders ان کو time and again point out کرتے ہیں۔ یہ ہمارے parliamentary system کے لیے، ہمارے ہاؤس کے لیے بہتر ہے if we start following Rules of Procedure. Yes, next, Azam Khan Swati Sahib. OK, sorry, Leader of the House.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ، جناب چیئرمین ! گزارش یہ ہے کہ یہ commenced business ہے on Orders of the Day at Serial No.28, there is Motion Under Rule 194 اس پر جناب حسیب خان نے درست فرمایا کہ Health کو فارغ کرنے کے بعد after 18th Amendment and Concurrent List Ministry devolve ہو گئی ہے and now it has gone to the provinces. اس میں گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے Drug Act 1976 which was operative, اس کے تحت medicines کے حوالے سے ایک Board ان سارے معاملات کو regulate کرتا تھا۔ اب کیونکہ Drug Act as such repeal نہیں ہوا and it is functional also. باوجود اس کے کہ DRA the ministry itself is devolved, کے بنانے کے حوالے سے the Federal Government is in consultation with the provinces اس میں صوبوں نے کہا ہے کہ till such time ان issues کو resolve کرنے کی ہماری capacity نہیں ہوتی اس وقت تک وفاقی حکومت اس پر function کرے اور Article 147 کے تحت صوبوں کے ساتھ consultation بھی ہوئی ہے اور صوبوں نے وفاقی حکومت کو act کرنے کے لیے اجازت بھی دی ہے۔

DRA کے بارے میں یہ ہے کہ the draft has been prepared. The Federal Government is in consultation with all provinces and certainly, we would like to have a legislation and as soon as we get the confirmation from the provinces and we come to a

consensus on that then certainly, a law would be legislated for the drugs regulation اور اس پر Drug Regulatory Agency ترتیب دی جائے گی۔ These are my submissions on behalf of the Federal Government.

Mr. Presiding Officer: Thank you Leader of the House. Azam Swati Sahib.

II. Dual Citizenship disqualifies the Member

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you very much Mr. Chairman and I am lucky that you are sitting in the Chair that deserves at least, the attention and love of all of us. I want to draw your kind attention to a very legal, professional, ethical as well as constitutional matter. Sir, Article 63 says:

> "Disqualifications for a member of Majlis-e-Shoora, (Parliament)".

I am only coming and taking little time. The Article 63 (c), I want to read that one to be a part of the proceedings:

> "A person shall be disqualified from being elected or chosen as, and from being, a member of *Majlis-e-Sho*ora (Parliament), if—
>
> (c) he ceases to be a citizen of Pakistan, or acquires citizenship of a foreign State."

Sir, all I want to request the Chair to give a ruling and I am also bringing a Bill with regard to the explanation where the Chair or the Supreme Court of Pakistan or any court can really exercise this constitutional power within parameter of the Constitution and can implement this particular Article 63 (c) to disqualify those with dual citizenship.

جناب چیئرمین! یہ بڑی وضاحت سے کہہ رہا ہے کہ کوئی بھی آدمی جو کسی دوسرے ملک کی citizenship حاصل کرے وہ پارلیمنٹ کا ممبر نہیں رہتا، بالکل اسی طریقے سے سب کے لیے،

سارے صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے لیے، سینیٹ کے ممبران کے لیے اور قومی اسمبلی کے ممبران کے لیے legal requirement ہے کہ ہمیں ہر سال اپنے assets and liabilities الیکشن کمیشن کے پاس declare کرنے ہیں لیکن مجھے بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پہلے تو ہم comply نہیں کرتے اور جب comply کرتے ہیں تو وہ سارا غلط ہوتا ہے، جھوٹ لکھتے ہیں۔ میں صرف آپ کی ruling on the ethical, legal and constitutional grounds لینا چاہتا ہوں کہ کیا اخلاقی طور پر، قانونی اور آئینی طور پر ہمارا فرض نہیں ہے کہ جس قانون کے اور آئین کے مطابق ہم پارلیمنٹ تک پہنچتے ہیں، ان ایوانوں تک پہنچتے ہیں، اس کی دھجیاں سب سے پہلے ہم خود اڑاتے ہیں کیونکہ اس آئین اور قانون کے مطابق سب سے پہلے ہم اپنا فرض خود نہیں ادا کر رہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمیں اپنے assets کو خواہ وہ ملک کے اندر ہوں یا بیرون ملک declare کرنے چاہییں۔ اپنی آمدنی کے ذرائع کو بلاتفریق کسی سیاست دان کے، میں سیاست کی بات نہیں کر رہا، میں اس قانون کی بات کر رہا ہوں جس کے ہم پابند ہیں۔ چونکہ میں ایک amendment لے کر آ رہا ہوں، آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ کیا ہمارا یہ اخلاقی، قانونی اور آئینی فرض نہیں ہے کہ ہم جس قانون کو خود بناتے ہیں، سب سے پہلے اس کا نفاذ اپنے آپ سے شروع کریں اور پھر دوسروں کو کہیں کہ وہ اس قانون اور آئین کی پابندی کریں۔ شکریہ جناب والا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Senator Swati. There is no doubt in it that we have to follow the Constitution; we have to follow the law and we being the law makers, we have to uphold the dignity, honour and prestige of Parliament by following the law, itself. Law makers cannot be the law breakers. So, your contention both morally, constitutionally, socially and politically is absolutely correct. I only hope that everybody follows this and I am sure that everybody wants to follow this and your amendment or your resolution will be welcomed, if it comes. Let us hope that it gets the attention, it merits. Anyother point of order? Nilofar Sahiba.

III. Miserable Conditions of Women and the Crisis Centres

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب والا! دو باتیں آپس میں related ہیں لیکن دو مختلف باتیں ہیں۔اس وقت میرے ہاتھ میں جو ایجنڈا ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں جو خواتین کے crisis centres بنائے گئے تھے وہ اس وقت بہت ہی خستہ حالت میں ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کا آسٹریلیا جانا اور یہ بیان دینا کہ پاکستان میں آج خواتین بہت ترقی یافتہ ہیں اور بہت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں اور ملک میں یہ حالت ہے کہ جو بتیس crisis centres تھے وہ devolution کے تحت صوبوں کو پھینک دیے گئے۔ ان میں سے بارہ crisis centres پنجاب کو دیے گئے جنہیں آج تک پنجاب نے own نہیں کیا۔ جناب والا! اس میں بھی ایک راز کی بات ہے کہ بد قسمتی سے ان crisis centres کے نام کے ساتھ پیپلز پارٹی نے اپنی ownership لگانے کے لیے ان کو Benazir Crisis Centres کا نام دے دیا تھا اگرچہ crisis centre کا اضافہ اس حکومت نے نہیں کیا۔ بنے بنائے سنٹرز کے ساتھ انہوں نے بے نظیر شہید صاحبہ کا، جو کہ اتنا بڑا نام ہے، ان پرانے، فرسودہ اور خستہ حال عمارتوں کے ساتھ ان کا نام جوڑ دیا گیا ہے۔ اب میرا یہ خیال ہے اور سننے میں یہ آیا ہے کہ پنجاب کی بیورو کریسی ان کو اس لیے ہاتھ نہیں لگاتی کیونکہ ان کے ساتھ بے نظیر شہید کا نام جڑا ہوا ہے۔ اب سزا کس کو مل رہی ہے، پاکستان کی عورت کو۔ میں حکومت پنجاب کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ یہ crisis centres پہلی بار ان ہی کے دور حکومت میں، دو سنٹرز تہمینہ دولتانہ صاحبہ نے بحیثیت خواتین کی امور کی وزارت کے head ہونے کے بنائے تھے۔ اس لیے خدا کے واسطے ان سنٹرز کو اپنائیں اور ان میں جو لوگ مقیم ہیں ان کو وہ سہولیات دی جائیں جن کے وہ مستحق ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ایک سنٹر ہے جو اسلام آباد میں رہ گیا ہے۔ وہ centre Federal Capital کا تھا اس کو اب Human Rights Ministry کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ Human Rights Ministry نے پچھلے چار ماہ سے وہاں تنخواہیں نہیں دی ہیں۔ وہاں ستر لوگ، چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بوڑھی خواتین رہتی ہیں۔ ان کے پاس کھانے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ جب تک میرے پاس ریڈ کراس تھا، میں وہاں کچھ کھانے کے لیے supply بھیج دیتی تھی، اب وہ کھانے سے بھی گئے۔ ٹیلی فون آج وہاں کٹ چکا تھا، میں وہاں ٹیلی فون سے رابطہ نہیں کر سکی۔ بجلی پچھلے تین ہفتے سے کٹی ہوئی ہے۔ Human Rights Ministry کے پاس وسائل نہیں ہیں لیکن یہ

آدھے صفحے کا اشتہار، وزیر اعظم صاحب کی بیٹی جو کہ Ambassador at Large ہیں and I don't know how she has been appointed, I do not know the criterion for this appointment Mr. Chairman but somehow she is Ambassador at Large for women empowerment in this country. وہ چونکہ Human Rights Ministry کے کسی function میں تشریف لے جا رہی تھیں تو Human Rights Ministry نے ان کو greet کرنے کے لیے پاکستان کے ہر بڑے اخبار میں یہ آدھے صفحے کا اشتہار چھاپا ہے۔ جناب والا! جس وزارت کے پاس ملازمین کی تنخواہیں دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں، خواتین کی protection کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ ان کے کھانے پینے کے لیے پیسے نہیں ہیں، وہاں کی بجلی کٹ چکی ہے، ٹیلی فون نہیں ہے، وہ crisis centre ہے جہاں پردیسی خواتین ہوتی ہیں جو پہلے ہی مسائل کا شکار ہوتی ہیں۔ اگر ان پر رات کے وقت کوئی آفت آجاتی ہے تو اس کا کون والی وارث ہوگا۔ میں شدید احتجاج کرتی ہوں اور میں ہر صوبے کی حکومت کو اور وفاقی حکومت کو یہ اپیل کرتی ہوں کہ خواتین کے نام پر صرف تقاریر نہ کریں بلکہ عملی طور پر کچھ کرکے دکھائیں اور سب سے پہلے ان crisis centres کی ownership لیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you Mohtarma Nilofar Bakhtiar sahiba. Maulana Sahib.

IV. Compensation for Flood-hit Areas

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا point of order ہے۔ حکومت پاکستان نے مالاکنڈ ڈویژن میں operation اور سیلابی نقصانات کے پیش نظر بعض اضلاع کا زرعی قرضہ معاف کر دیا تھا اور حکومت نے اسی سلسلے میں اعلان بھی کیا تھا اور اس پر عمل درآمد بھی ہو رہا تھا۔ اس اعلان سے دیر بالا، دیر پائین اور ضلع شانگلہ کو مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ جس کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں تھا۔ اسی وجہ سے کہ جو مشکلات مالاکنڈ کے دیگر اضلاع میں تھیں ان سے بڑھ کر سیلاب اور operation کی تباہ کاریوں سے ضلع شانگلہ، ضلع دیر پائین اور دیر بالا ایسے ہی متاثر ہوئے تھے جس طرح باقی اضلاع تھے۔ اس پر میں نے سینیٹ میں سوال جمع کروایا تھا جو 29 مارچ کے اجلاس میں آ گیا۔ اس سوال میں ہم نے ضمنی سوالات کئے تو اس وقت وزیر مملکت برائے خزانہ جواب وزیر خارجہ ہیں حنا ربانی کھر صاحبہ نے، اپنی حکومت اور ٹیم سے مشاورت کرنے کے بعد، ایوان میں کھڑی ہو کر کہا کہ ہم نے

ان تینوں اضلاع کو زرعی قرضے معاف کرنے کے اعلان میں شامل کر دیا۔ پھر یہ کہا کہ آپ کی تسلی کے لئے آپ لوگ جب بھی چاہیں اس عنوان سے میرے ساتھ ملاقات کریں۔ اس کے بعد ملاقات بھی ہو گئی۔ آج اکتوبر کی آخری تاریخ ہے اور کل سے نومبر شروع ہونے والا ہے۔ آج تک اس اعلان پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ جناب چیئرمین! ہزاروں لوگ ہمارے ساتھ رابطے میں ہیں۔ اخبارات میں یہ اعلان ہوا ہے۔ اسی ہاؤس کے floor پر وزیر مملکت برائے خزانہ نے اعلان کیا ہے۔ لہذا، اگر حکومت صرف ٹرخانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے یا ممبران کو دلاسا دینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے تو میرے خیال میں اس جمہوری سسٹم کے حوالے سے، یہ مناسب نہیں ہے۔ اس وقت آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست ہے کہ وہ یہ یقین دہانی کرائے کہ جو اعلان وزیر مملکت برائے خزانہ نے کیا ہے اس کو عملی جامہ پہنائے اور اس کی پوری کارروائی تقریباً مکمل ہوئی ہے۔ اس کارروائی کی فائل سیکرٹری برائے Prime Minister کے پاس پڑی ہے لہذا اس کے حوالے سے حکومت اس ایوان کو یہ تسلی دے کہ اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Maulana *Sahib*. Yes, Zahid Khan *Sahib*.

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ جس طریقے سے مولانا گل نصیب خان نے کہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ دیر لوئر تو شانگلہ اور چترال سے بھی زیادہ ان دونوں حالات میں متاثر ہوا ہے چاہے وہ سیلاب کی تباہ کاری ہو یا دہشت گردی کے خلاف جو operation ہوا ہے اس میں آپ دیکھیں۔ اس واقعہ کو تقریباً سال ہونے والا ہے کہ جب ہم نے اس ہاؤس میں اٹھایا تھا تو اس وقت وزیر مملکت نے وعدہ کیا تھا لیکن بد قسمتی ہے اس ملک کی اور ہماری، مجھے اس حکومت کی سمجھ نہیں آتی ہے کہ ہمارے جو وزیر خزانہ ہیں وہ اب بھی ہمیں نہیں ملتا۔ اس سے کیا بات کی جائے؟ بلکہ اس وقت تو وہ suspend ہے۔ جب بھی اس کو ٹیلی فون کر دو تو وہ کہتے ہیں کہ میٹنگ میں بیٹھا ہوا ہے یا busy ہے۔ مجھے Law Minister *Sahib* یہ تو بتائیں کہ ایک بندہ جو وزیر ہے اس کی ممبرشپ suspend ہے، تو کیا وہ legal کام کر رہا ہے یا illegal کام کر رہا ہے؟ اگر illegally کام کر رہا ہے تو اس حکومت کی سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا کر رہا ہے؟ جس طریقے سے وہ کہتے ہیں اگر ایک وعدہ آپ نے کیا ہے۔ عوام کی جو تکالیف ہیں، آپ ان کو ختم کر دیں۔ ہم جب بھی ٹیلی فون کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ میٹنگ میں ہیں۔ جب فون کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ Prime Minister کے پاس گئے

ہیں۔ آج بھی جب میں نے فون کیا تو مجھے کہا گیا کہ وہ میٹنگ میں ہیں حالانکہ وہ suspend ہے۔ تو اس کے بارے میں Law Minister *Sahib* ہمیں بتا دیں کہ اس وقت جس وزیر کی ممبر شپ suspend ہے وہ جو کارروائی کر رہا ہے، جس دن سے الیکشن کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ اس کی ممبر شپ suspended ہے، اس دن سے آج تک جو کارروائی کی ہے، وہ legal ہے یا illegal ہے، اگر illegal ہے تو وہ کیسے کام کر رہا ہے؟ لہذا، خدارا! اس ہاؤس کو دیکھیں، جمہوریت کو دیکھیں، اگر آپ اس کو اہمیت نہیں دیں گے، اگر آپ الیکشن کمیشن یا قانون کو اہمیت نہیں دیں گے۔ جس طرح میرا بھائی اٹھا اور کہنے لگا کہ Health Ministry ختم ہو چکی ہے اور یہاں پر وہ لوگ function کر رہے ہیں۔ ایک دن ہماری سپیشل کمیٹی کی میٹنگ تھی۔ ایک شخص بیٹھا تھا تو اس نے کہا کہ میں DG, Health of Pakistan ہوں۔ ہم نے کہا کہ Health Ministry تو ختم ہو چکی ہے۔ آپ کہاں سے DG, Health of Pakistan آگئے ہیں؟ اس وقت آپ جس جگہ پر جائیں کسی کو کچھ پتا نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ سب کچھ غلط ہو رہا ہے۔ بیورو کریسی والے اس طرح غلط کام کر رہے ہیں۔ اس بندے سے ہم نے کہا کہ Health Ministry تو ختم ہو چکی ہے۔ یہ Ministry تو اب صوبوں کے پاس ہے۔ آپ اگر DG, Health ہیں تو صرف ضلع اسلام آباد کے ہیں اور اس سے باہر آپ نہیں ہیں۔ تو یہ صورتحال ہے۔ اس صورتحال میں حکومت کیا کر رہی ہے؟ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ جناب! ان کو ذرا بتادیں کہ نہ تو کوئی وزیر آتا ہے، نہ Prime Minister یہاں پر آتا ہے اور نہ سینیٹ کو وہ اہمیت دیتے ہیں۔ آپ سینیٹ کے الیکشن کے لئے تو رو رہے ہیں اور سینیٹ کو اہمیت نہیں دیں گے تو پھر کون اس کو اہمیت دے گا۔ بہت مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، زاہد خان صاحب۔ اگر آپ نے call attention notice دیا ہوتا یا adjournment motion دی ہوتی تو لازم تھا کہ منسٹر ضرور حاضر ہوتے۔ اس اہم issue پر اس کو جوابدہ ہونا پڑتا۔ ابھی یہ ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہوں کہ Leader of the House کو یہ بھی case دے دوں۔

He would like to say something now and then we can take up the matter with the concerned Minister or with the Prime Minister. Yes, Prof. Khurshid *Sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! دراصل point of order کا اصل مقصد یہی ہے کہ قومی اہمیت کے مسائل سامنے آجائیں۔ ماضی میں یہ روایت رہی ہے کہ جو اہم issues ہوتے ہیں ان میں Chair متعلقہ وزیر کو پابند کرتی ہے کہ فلاں وقت تک اس معاملے میں ہمیں رپورٹ دیں۔ تو میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ دونوں issues ایک خیبر پختونخوا میں جو سیلاب زدہ علاقوں کا ہے اور دوسرا Women Crisis Cell کا ہے۔ میں ان دونوں کے بارے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ بحیثیت Chair یہ رولنگ دیں کہ جمعہ تک رپورٹ اس ہاؤس میں آنی چاہیے کہ حکومت نے کیا کیا ہے؟ یہ آپ کا اختیار ہے۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ آپ اس کو استعمال کریں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

میں نے Leader of the House کو request کی ہے کہ کوئی comment اگر کرنا چاہتے ہیں تو کریں otherwise with the concerned Minister and with the Prime Minister. اب اس کو add کر دیتے ہیں کہ before Friday we would like a report on this matter in this House. We can add this. Yes, Shah *Sahib*, would you like to say something.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ آپ نے درست فرمایا۔ Point of order تو اس کتاب کے مطابق it relates to the proceeding of the House you know. اگر کسی معاملے پر کوئی وضاحت حکومت سے مانگی جائے تو پھر اس کے لئے بھی قواعد میں بات موجود ہے کہ calling attention یا adjournment motion ہو۔ کسی issue کو raise کر دینا اور یہ expect کرنا کہ اس کا اسی وقت کوئی response آجائے تو یہ مناسب بات نہیں ہے اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ضروری ہے کہ جس منسٹری سے matter concerned ہو وہ منسٹر اسی وقت ہاؤس میں available ہو۔ معاملہ خاصا serious ہے کیونکہ عوام الناس کی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے اور جس طرح سینیٹر گل نصیب صاحب نے previous کسی اجلاس کا reference دیا جس میں Minister of State for Finance موجود تھی۔ زیادہ مناسب ہوتا اگر اس دن کی جو proceeding تھی اور اس کا جو ریکارڈ تھا سینیٹ کا

اس کو refer کیا جاتا تو یہ زیادہ مناسب بات تھی۔ اگر یہ مجھے ریکارڈ فراہم کر دیں، یا مجھے تاریخ بتا دیں تاکہ ریکارڈ دیکھ لیا جائے پھر اس کے مطابق

we can pursue with the Ministry that your Minister made a statement on the floor of the House regarding these issues, what is your point of view. Certainly, I can have a report from the Ministry of Finance and the other related departments but I would like that I may be given the copy of those proceedings, whichever have been narrated or stated before the House, that should be provided to me. Certainly I will have a report; I will have an answer from the concerned Ministry.

Legislative Business

Mr. Presiding Officer: Shah Sahib, I will request you to move your motion. Leader of the House may move a motion for referring the recommendations on the two monetary Bills received by the Secretariat till today for consideration by the Finance Committee.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, this was a Bill introduced the other day and the Chair had asked for the proposals. This Bill was passed by the National Assembly. It is a money Bill and the Senate had to give some recommendations on it. So, there are recommendations and proposals from the honourable members and I beg to move now that all proposals for making recommendations on the Petroleum Products, Petroleum Levy (Amendment) Bill, 2011 and the Gas Infrastructure Development Cess, 2011 submitted by the members to the Senate Secretariat may be referred to the Standing Committee on Finance for consideration and report.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed? Not opposed. Yes Durrani.

سینیٹر محمد علی درانی: شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا، اس وقت میں ایک قومی issue کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان نے 2007 میں UN Convention against corruption کو ratify کیا جس کے نتیجے میں پاکستان پر یہ بین الاقوامی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ اس کو respond کرتے ہوئے اپنے ملک میں قانون سازی کرے لیکن یہ امر انتہائی افسوسناک ہے گزشتہ تین سال سے احتساب بل قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس pending پڑا ہوا ہے۔ حقیقت میں اس وقت احتساب اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے پاکستان کی لوٹی ہوئی دولت جو پانچ سو ارب ڈالر سے تجاوز کر چکی ہے جو دنیا کے دس سے بارہ ممالک میں یہاں کے طاقتور لوگوں نے رکھی ہوئی ہے اس کو واپس لانے کے لیے ابھی تک کوئی عملی اقدامات ہم نہیں اٹھا سکے۔ پوری دنیا میں اس وقت، حتیٰ کہ Switzerland نے بھی اپنے ملک میں UN Convention کی روشنی میں قانون سازی کر کے جو چوری کے پیسے کو تحفظ دیا جاتا تھا اور باقی چیزوں کے تحفظ کو بھی ختم کر دیا ہے۔ اس وقت ہمیں صرف اتنا کرنا ہے کہ ہم قانون سازی کرنے کے بعد، وہ ملک جو پاکستان کے چوری کے پیسے کو تحفظ دیئے ہوئے ہیں ان ملکوں سے قومی سطح پر ہم ڈیمانڈ کریں کہ آپ کے پاس جو چوری کا مال پاکستانیوں کا موجود ہے اس کی لسٹ پاکستان کو فراہم کی جائے۔ اس وقت تک دس ممالک اپنے پیسے واپس لے چکے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ وغیرہ نے چوری کا مال، ٹیکس نہ دیا ہوا مال واپس لیا ہے۔ انڈیا نے پچھلے ہفتے اس issue پر legislation کی روشنی میں Switzerland کے ساتھ dialogue شروع کر دیئے ہیں اور وہ 115 billion dollar کی واپسی کے لیے اقدامات کر رہے ہیں۔ پاکستان جس کے پانچ سو ارب ڈالر، جبکہ ہمارا کل قرضہ 66 ارب ڈالر ہے اگر اس پیسے کو ہم واپس لے آتے ہیں تو نہ صرف پاکستان کے تمام قرضے ختم ہو جاتے ہیں بلکہ پاکستان کی معیشت ہمیشہ کے لیے کشکول سے آزاد ہو جاتی ہے۔ نہ ہمیں امریکہ کی غلامی کی ضرورت ہے اور نہ ہمیں کسی دوسرے ملک کی غلامی کی ضرورت ہے۔ اس سے آگے بڑھتے ہوئے پاکستان کے ہر بے گھر کو آپ ایک گھر بھی دے سکتے ہیں یہ اتنی بڑی رقم ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس صورت حال میں جب پوری دنیا کے اندر بین الاقوامی اتحاد بن چکا ہے کہ کرپشن اور لوٹ کے پیسے کو تحفظ نہ دیا جائے۔ ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیے۔

آخری بات یہ ہے کہ دنیا نے یہ قانون بنایا ہے کہ جس کا پیسہ کسی دوسرے ملک میں موجود ہو گا اگر وہ سٹیٹ پوچھے تو وہ نام پوچھنے والے ملک کو دیا جائے گا اس کے ساتھ ساتھ پوچھنے والے ملک کو یہ نہیں کرنا پڑے گا کہ وہ ثابت کرے کہ یہ کرپشن کا پیسہ ہے بلکہ جس کا پیسہ وہاں پر پڑا ہوگا اس کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ اس نے یہ حق حلال کا کمایا ہوا ہے۔ اس لیے پاکستان کو اتنی بڑی معاشی support مل سکتی ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہم اپنی قانون سازی کریں جو UN Convention کو respond کرتی ہو اور ہم Switzerland اور دیگر ممالک کے ساتھ اپنے لوٹ کے مال کو واپس لانے کے لیے dialogue شروع کریں، جس طرح انڈیا نے شروع کر دیا ہے۔ اس عمل میں مزید تاخیر پاکستانی قوم کے غیض و غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس کی کوئی justification موجود نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کی طرف سے ہاؤس کو یقین دلایا جائے کہ قومی اسمبلی میں احتساب بل اور غیر ملکوں میں موجود سرمائے کو واپس لانے کے اقدامات کو فوری طور پر آگے بڑھایا جائے گا۔

Mr. Presiding Officer: I think every patriotic and democratic person in Pakistan will appreciate your words. Any steps taken to end the menace of corruption are welcomed by all the patriotic Pakistanis. I think it is also subjudice, the matter is in the Supreme Court but, however, your remarks and comments are appreciated.

We now move on to Item No. 2. Mr. S. M. Zafar, Mrs. Saeeda Iqbal, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Mrs. Nilofar Bakhtiar, Chaudhry Shujaat Hussain, Dr. Abdul Khaliq Pirzada, Dr. Khalid Mehmood Soomro, Begum Najma Hameed, Hafiz Rashid Ahmed, Mr. Wasim Sajjad and Mrs. Farah Aqil may move the Item No. 2. Anybody would like to move this?

[The Right to Free and Compulsory Education Bill, 2011]

Senator Saeeda Iqbal: I beg to move for leave to introduce a Bill to provide for free and compulsory education to all

children of the age of five to sixteen years [The Right to Free and Compulsory Education Bill, 2011.]

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I have got a point. I do not oppose it.

under 18th Amendment has been devolved. لیکن گزارش یہ ہے کہ وزارت تعلیم

the اس پر میری گزارش یہ ہے کہ The education is a provincial subject now. legislation which can be done by this Parliament could be only confined to the Islamabad Capital Territory.

سینیٹر سعیدہ اقبال: اس میں لکھا ہوا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اگر اس کو میں پورا پڑھ دوں۔

> "To move for leave to introduce a Bill to provide for free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years [The Right to Free and Compulsory Education Bill, 2011.]"

کہاں لکھا ہوا ہے کہ it is meant for ICT.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ substance of the Bill میں دیکھیے، وہاں لکھا ہوا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! Orders of the Day پر تو نہیں دیا ہوا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! substance of the Bill میں لکھا ہوا ہے کہ it will extend to the Territory of Islamabad.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, the Bill is something else and Orders of the Day is something else. She would be reading out what is mentioned in the Orders of the Day. Does it find mention of Islamabad Capital Territory, then certainly I will agree to it.

Mr. Presiding Officer: Yes, Prof. Khurshid Ahmed *Sahib.*

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Here it is mentioned that provide free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years in schools established by the Federal Government and Local Government in Islamabad Capital Territory.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I am not objecting to that. I am objecting to the Orders of the Day.

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ

what are they going to move? They would be certainly moving this. It has not been mentioned over here that it is extended to the ICT only. Sir, if they want to move for ICT, I have got no objection to it.

Mr. Presiding Officer: They have made their intention clear. However, according to the rules Dr. Saeeda you can also speak.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This gives an impression that they want to legislate for whole of the country. Orders of the Day پر جو بات ہے، آپ اس کو غور سے دیکھ لیں، this gives impression that it is for whole of the country. میرا تو صرف یہ اعتراض ہے۔ اگر اس پر specifically لکھا ہوتا تو مجھے بھی سمجھ آتا لیکن how can you read out this verse or this sentence?

Senator Saeeda Iqbal: Sir, we have submitted the Bill and not the Orders of the Day. This is the mistake from the Secretariat and not from us because we have submitted the Bill only.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: My submission is this that if it is confined or it extents to the Islamabad Capital Territory, I have got no objection to it.

Mr. Presiding Officer: This is their contention. This is their contention like Prof. Khurshid Ahmed has read out, it is their contention, it is their desire, that is for Islamabad.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! انہوں نے ابھی جو فرمایا ہے، آپ وہ record دیکھ لیں۔ اس Bill کو introduce کرنے میں یا leave مانگنے میں کیا انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ اسلام آباد کے لیے ہے، then I will be wrong, sir. I don't have the objection لیکن ابھی جو انہوں نے leave مانگی ہے، کیا اس میں کہیں اس چیز کا ذکر ہے؟ Is that leave being asked for ICT?

Mr. Presiding Officer: One minute please. According to parliamentary practice the details are always given in the Bill itself, they are not given in the Orders of the Day. Orders of the Day are always brief and to the point because it is just a question like setting of an agenda. The details are given in the Bill when it actually comes.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! اب گزارش یہ ہے کہ جو انہوں نے leave seek کی ہے، آپ اس کو دیکھ لیں، what she read out. Leave جو seek کی ہے، did she mention ICT over there? دیکھیں نا oppose or not oppose کرنے والی بات تو تب ہوتی کہ جب یہ leave seek کرتے ہوئے یہ کہتیں۔ میں نے کہا کہ on ICT I don't oppose لیکن اس کو تو amend کریں کم از کم کہ جب وہ leave seek کر رہی ہیں تو پھر ICT کے لیے leave seek کریں، سارے پاکستان کے لیے تو leave نہیں دی جا سکتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جہاں تک Leader of the House کی observation کا تعلق ہے، وہ صحیح ہے کہ ہم صوبوں کے بارے میں legislate نہیں کر سکتے لیکن

جہاں تک اس Bill کا تعلق ہے میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ اس میں clearly کہا گیا ہے کہ it shall extend to the Islamabad Capital Territory. لہذا یہ in order ہے اور اسے کمیٹی کو بھیجنا چاہیے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! مجھے یہ اعتراض نہیں ہے۔ Bill ان کا درست ہے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جو بات انہوں نے orally کہی، did they seek the leave to introduce a Bill for ICT? Is it on record? This is my objection. میرا یہ objection نہیں ہے کہ ICT میں free education نہ ہو۔ It may be said لیکن جو leave وہ seek کر رہے ہیں۔ I can't say yes, it may be given to the Committee. If it is confined to ICT تو وہ leave seek کرنے کے لیے اس کو amend کریں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much Leader of the House. Yes, Minister for Law and Parliamentary Affairs.

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وفاقی وزیر برائے قانون، انصاف و پارلیمانی امور): اس کو دوبارہ کر لیں۔ اس طرح لڑائی ختم ہو جائے گی۔

Mr. Presiding Officer: I am of the view that the members have put in a lot of effort. They wait for long long period for their turn to come, I am inclined to agree with the members in this matter but, of course, it has to follow the process. I will now put the motion before the House.

(The motion was carried.)

Mr. Presiding Officer: The leave to introduce the Bill is granted. Now, we may take Item No.3. Mr. S. M. Zafar, Mrs. Saeeda Iqbal, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Mrs. Nilofar Bakhtiar, Chaudhry Shujaat Hussain, Dr. Abdul Khaliq Pirzada, Dr. Khalid Mehmood Soomro, Begum Najma Hameed, Hafiz Rashid Ahmed, Mr. Wasim Sajjad and Mrs. Farah Aqil may move Item No.3.

Senator Saeeda Iqbal: Sir, I beg leave to introduce the Bill to provide for free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years [The Right to Free and Compulsory Education Bill, 2011].

Mr. Presiding Officer: Thank you Dr. *Sahiba.* The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! Education Ministry آج Federal level پر exist نہیں کرتی۔ جب Ministry نہیں تو Standing Committee نہیں۔ تو یہ کس کمیٹی کو جائے گا۔

Mr. Presiding Officer: There is a Special Committee of the Cabinet

Those subjects which are overlapping or left over are ادھر چلا جائے گا۔ sent to that Cabinet Committee.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I have got great regard for the Chair but my submission is

اس پر دو باتیں ہیں۔ Either it should have sent to ICT Committee, یا تو اس کو Interior Ministry کو بھیجا جائے یا اس کو Law Ministry کو بھیجا جائے۔ CADD itself is not a Ministry. We do not have any Ministry under the name of CADD. اس کی کوئی Standing Committee نہیں ہے، ہم کس کو بھیجیں گے۔ So, it should be specific. Either it should be sent to the Committee of Interior Ministry or Law Ministry.

Mr. Presiding Officer: We have a Standing Committee on Cabinet and Cabinet is dealing with CADD and CADD is part of the Cabinet and let it go to the Cabinet Committee and let us wait for their report.

Now, we may take up the Item No.4, Mr. Saleem Saifullah Khan. I don't think he is present. So, this stands deferred. Item

No.4 stands deferred. Again Item No.5 is also of Mr. Saleem Saifullah Khan and he is not present therefore it stands deferred. We may now take up Item No.6, Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan and *Mohtarma* Afia Zia. Prof. Khurshid Ahmed *sahib* move Item No.6.

Mr. Presiding Officer: We now take up Item No.6, in the name of Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Muhammad Ibrahim Khan and Mst. Afia Zia. Prof. *Sahib*, please move Item No.6.

[The Journalists Protection and Welfare Bill, 2011]

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to introduce a Bill to provide protection, security and relief to the journalists [The Journalists Protection and Welfare Bill, 2011].

Mr. Presiding Officer: Is it opposed? Yes Minister Sahiba.

Dr. Firdous Ashiq Awan (Federal Minister for Information and Broadcasting): Thank you. Mr. Chairman, the concept of the Prof. Sahib and what the myth behind the Bill is
مجھے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے اور حکومت آزادی صحافت پر believe کرتے ہوئے
جمہوریت کے اس چوتھے ستون کو strengthen کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے جو Bill House میں
lay کیا ہے اس حوالے سے کچھ initiatives ہم پہلے لے چکے ہیں جس میں Prime Minister of
Pakistan. بیس کروڑ روپے پر مشتمل ایک Journalists Protection Fund کا قیام عمل
میں لائے ہیں۔ اس fund کے ذریعے وہ requirements جو یہ اس Bill کے ذریعے cover کرنا
چاہتے ہیں وہ دے دی جائیں گی۔ یہ تمام stakeholders سے consultation کے بعد منسٹری
نے کچھ plan regulations کی ہیں۔ اس میں Federal Union of Journalists, Press
Clubs جو پورے پاکستان کے main clubs ہیں ان کے representatives شامل ہیں۔ ان کو
ہم پہلے ہی implement with the support of the House کرنے جا رہے ہیں۔ میں آپ

سے وہ share کرنا چاہتی ہوں لیکن پروفیسر صاحب اس کے باوجود کوئی نیا Bill لانا چاہتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے کہ وہ لائیں۔ حکومت نے کچھ کیا ہے اس کے متعلق میں House کو update کرنا چاہتی ہوں۔ پروفیسر صاحب جو اس Bill کے ذریعے journalists کو cover دینا چاہتے ہیں وہ پہلے ہی ہم Journalists Protection Fund کے ذریعے cover دے چکے ہیں۔ اس fund کے تحت پانچ لاکھ روپے ہر اس صحافی کے لواحقین کو دیئے جائیں گے جو during duty کسی بھی situation میں اپنی assignment کو cover کرتے ہوئے زخمی ہو جائے یا شہید ہو جائے۔ اگر صحافی اپنے profession کا کارڈ رکھتا ہے لیکن وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں ادا نہ کر رہا ہو اور accidental death کا شکار ہو جائے تو اس کے لواحقین کو دو لاکھ روپے کی مالی support حکومت وقت کرے گی۔ اگر کسی صحافی کی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران اس کے کسی organ کی amputation ہو جاتی ہے یا اس کے body organ کا loss ہو جاتا ہے تو تین لاکھ روپے حکومت وقت اس کی compensation کے لیے ادا کرے گی to the family of that victim and to the victim also. جناب! صحافی حضرات کے بچوں کی education کے لیے دو ہزار روپے scholarship/stipend کی شکل میں حکومت نے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس حوالے سے ہر صحافی کا ایک بچہ جو deserving ہو گا جس کو ان کی organizations recommend کریں گی اس کو Ministry of Information facilitate کرے گی اور scholarship دے گی۔

جناب عالی! اس کے علاوہ صحافی کی بچی کی شادی کے موقع پر جو application submit کرے گا کہ اس کو مالی امداد کی ضرورت ہے تو اس بچی کی support کے لیے حکومت 50,000 روپے extend کرے گی۔ کسی journalist کی بیماری کی صورت میں اس کے علاج معالجے کے لیے جس میں heart, lever, kidney or cancer جیسے موذی امراض شامل ہیں اس حوالے سے جو سات ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی ہے جب اس کی recommendation آئے گی تو ہم اس کو take up کر کے اس کو facilitate کریں گے۔

جہاں تک پروفیسر صاحب کے Bill کا تعلق ہے جس میں انہوں نے صحافیوں کے لیے گھروں کا concept دیا ہے، اس بارے میں آپ کو پتا ہے کہ تمام صحافی حضرات اور جو اس شعبے سے منسلک خواتین ہیں ان کو plots دیئے جاتے ہیں اور ان کی construction کے لیے بھی ہم ان کی

organizations کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے Bill میں health, insurance and life insurance کی بات کی ہے تو یہ تمام چیزیں زیر غور ہیں اور President of Pakistan نے EOBI کے تحت journalists کو as a worker introduce کرانے کے لیے کہا ہے اور وہ تمام rights جو ایک employee کے ہوتے ہیں انہیں دینے کے لیے EOBI سے رابطہ کیا ہوا ہے۔ اس وقت EOBI صوبوں کو منتقل ہو گیا ہے، پہلے وہ Federal Government میں تھا، بہرحال ہم کچھ EOBI cards کے platform سے ان صحافیوں کے لیے introduce کروا رہے ہیں۔ اب صوبائی حکومتوں کے ساتھ مل کر اسی concept and vision کو ہم implement کریں گے۔

جناب والا! یہ وہ initiatives ہیں جو ہم already لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک صحافی کو day to day مشکلات آتی ہیں اور وہ ہمارے پاس مالی support یا grant کے لیے آتا ہے ہم اس کو facilitate کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب اگر کوئی مزید چاہتے ہیں کہ اس میں بہتری ہو تو we can sit together اور اس پر further legislation ہو سکتی ہے۔ آپ اسے کمیٹی کو refer کریں اور we will support them اور صحافیوں کو اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں حکومت ہر بہتر قدم اٹھانے کے لیے تیار ہے جس سے انہیں ایک ideal, conducive working environment provide ہو سکے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you, Madam Minister Sahiba. As usual you are very well prepared

اسی طرح اگر سارے Ministers on the floor of the House answers دیں تو it will enhance the dignity of the House. آپ نے بہت اچھی statement دی۔ میرے خیال میں صحافیوں کو جتنی بھی protection دی جائے وہ کم ہے۔ اس بارے میں movers کی intention یہ ہے کہ اسے constitutional protection دے دی جائے تو I like to hear Prof. Khurshid on this اور اس کے بعد پھر آپ بولیں۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: جناب! میری گزارش ہے کہ ہمارا Item No.8 ہے وہ بھی similar ہے ان کو club کر لیجیے۔ 7 and 8 are similar to this.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے club ہو جائے گی۔ It is a very good suggestion. جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: سب سے پہلے تو میں اپنی بہن ڈاکٹر فردوس اعوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے مدبرانہ انداز میں اور sympathetically اس مسئلے کو پیش کیا ہے جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں اور اسے ہم صحیح سمت میں ایک قدم سمجھتے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہ بات محض کسی بھی حکومت وقت کے فیصلوں پر منحصر نہ ہو بلکہ ملک کے قانون کا ایک حصہ بن جائے تاکہ یہ سیاسی کھیل کا ذریعہ نہ بنے۔ آپ نے جو اقدامات کیے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں اور ان کو اس Bill میں لیا گیا ہے لیکن Bill میں اس کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں۔ یہ ایک comprehensive Bill ہے اور ہم نے International Declaration of Human Rights, Commonwealth Declaration for Protection of Journalists اور خاص طور پر آسٹریلیا میں جو قانون سازی journalists protection کے بارے میں ہوئی ہے۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھ کر اسے مرتب کیا ہے اور اس کے تین بنیادی مقاصد ہیں۔

ان میں freedom of expression, access to knowledge اور ان کا یہ حق کہ وہ information کی source reveal نہ کریں جن کی بنا پر دنیا بھر میں صحافیوں کو harass کیا جا رہا ہے۔ ہم نے اس چیز کو اپنے Bill میں اہمیت دی ہے۔ دوسری چیز ان کو مالی اور تعلیمی لحاظ سے facilitate کرنا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ emergencies کے اندر پاکستان میں دو درجن سے زیادہ صحافی پچھلے دنوں میں شہید کیے گئے ہیں اور ان کی families شہید کی گئی ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو در بدر پھر رہے ہیں اور اپنے شہر میں نہیں جا سکتے ہیں تو ان کی protection کو بھی اس Bill میں لیا گیا ہے۔ ساتھ ہی وہ مالی معاملات جن میں ان کو مدد کی ضرورت ہے چاہے وہ وقتی ہے یا مستقل ہے اسے لیا گیا ہے۔ جناب! ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک سسٹم کے تحت ہو اور وہ محض کسی خاص ادارے یا کسی خاص حکومت کی مرضی پر منحصر نہ ہو۔

جناب! ہم نے اس کے اندر ایک journalists council suggest کی ہے جو nationally representative ہو، جو ان معاملات کو look after کرے تو اس حیثیت سے یہ ایک comprehensive legislation ہے اور اسے مزید improve کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے اسے

داخل کرنے کے بعد تمام Senators سے across the board درخواست کی تھی کہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے، آیئے آپ اس میں ہمارے ساتھ شریک ہو جایئے، مجھے بڑی خوشی ہے کہ مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے سترہ سینیٹروں نے اس کو میرے ساتھ sponsor کیا ہے اور میں اسے welcome کرتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج کے agenda میں آٹھ اور نو نمبر پر یہی Bill ہے۔ اس کو دوسرے لوگوں نے support کیا ہے، ان دونوں کو club کر دیا جائے۔ یہ محض ہم تین کی طرف سے نہیں بلکہ ان بیس کی طرف سے ہو گا۔ جو join کرنا چاہے، ہم اس کو welcome کریں گے اور یہ چاہیں گے کہ کمیٹی میں Minister for Information بھی ہوں اور اس کو اگر مزید improve کیا جا سکتا ہے تو بلاشبہ کیا جائے۔ اس طرح سے آپ نے جو اقدامات کیے ہیں وہ ملک کے قانون کے تحت ایک neutral انتظام ہمیشہ کے لیے بن جائے گا، وقتی چیز نہیں رہے گی۔ یہ اس کا contribution ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا جو positive response ہے میں اس کو welcome کرتا ہوں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور جیسا کہ میں نے عرض کی کہ جس طرح سے میرے سترہ سینیٹر ساتھیوں نے اس کی تائید کی ہے، ان دونوں کو ملا کر گویا یہ بیس سینیٹروں کی طرف سے ایک Bill propose ہو جائے گا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you professor sahib, Minister Sahiba. I would like that you just hear Raja Zafar-ul-Haq on it because I think it is a very good suggestion that we will club these. I will request Raja Zafar-ul-Haq Sahib, would you like to speak on this topic.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Thank you very much. Sir, we have endorsed the Bill presented by Professor Khurshid Ahmed and I feel that the explanation by the Information Minister covers some of the aspects which have been suggested in this Bill but as Professor Khurshid Ahmed Sahib said, we have given a very extensive thought to this problem of the working journalists in Pakistan and there are at least 10 suggestions which have been made in section IV of this Bill which are covering

various aspects of the activities of working journalists, where they find difficulties.

No. 3 is protection of journalists from disclosure of information which is very necessary. Even today people are being pressurized to disclose their sources which I think is not in any civilized country.

Then provision of special facilities to the journalists. Journalist reporting as lead reporter in any department shall be assisted with transport facility including granting of concessions to them while performing their duties.

Then the Federal Government shall formally announce provision of special fairs in Pakistan Railways, PIA and inter city transport for journalists.

Then the Federal Government should not charge any parking fee from the journalists all over the country.

Journalists shall be given access to public places including government controlled places except high security military areas for their professional work without any hindrance whenever required for coverage in the public interest.

In the case of national calamity, eruption of fire, accidents or natural disasters the Federal Government shall provide special jackets and all other allied facilities such as water, food and fuel to journalists during coverage, especially in emergency situations.

Journalists and his immediate family, spouse, children and parents shall be entitled to free medical treatment at government hospitals all over the country. In case of accidents, natural calamities and emergencies, medical treatment to journalist, District Health Officer or Tehsil Health Officer as the case may be, shall be primarily responsible for such treatment.

The government shall provide free education at all levels to the children of journalists and shall be encouraged for scholarship for higher education.

All officials of any grade working in any government department shall ensure facilitation and respect for a journalist during their work in related assignments because everyday we feel that their entries sometime are barred. They are pushed out, they are beleaguered. Instead of this they should be facilitated.

Every ministry shall allocate reasonable sitting place where basic facilities such as chairs, tables, stationery and drinking water shall be made available for the journalists.

Journalists shall be eligible for all above facilities automatically on having valid journalistic cards.

Special Safety Measures. Establishment of Journalists' Social Security fund. This would also be covered by the present law.

National Journalist Council. This council shall consist of following members:

One member from the Pakistan Federal Union of Journalist. One member from All Pakistan Newspaper Employees Council. One member from All Pakistan Newspaper Society. One member from Pakistan Broadcasters Association. One member from Council of Pakistan Newspapers Editors. The Chairman, Pakistan Electronic Media Regulatory Authority. The Secretary, Ministry of Broadcasting. The Secretary, Ministry of Interior. At least one member from an independent media development organization, registered in accordance with law.

The procedure is being given for this council. Then functions of this council have all been enumerated.

Steps to be Taken to Support and Facilitate Media. Government shall facilitate and support the journalists who

effectively serve their role being guardian of public interest by ensuring their freedom of expressions as guaranteed under Article 19 of the Constitution. Every Federal Government department or Provincial Government as the case may be, shall assist the media to ensure their right of access to information in accordance with the Article 19(a) of the Constitution including providing access to all unclassified information.

Government shall ensure protection and support of all women journalists against any type of harassment or discrimination in the performance of their duties.

The government shall share cost with those media organizations who desire to build day care centres for their children in near places of their work.

These are some of the salient features and I believe the government should have no hesitation in assisting the passage of this Bill.

I request that the Bill may be sent to the Information Committee.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Honourable Minister for Information.

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جو راجا صاحب نے بات کی ہے، I support his idea. آپ اس کو ضرور refer کریں۔ ہم جب وہاں بیٹھیں گے تو مل کر اس کو update کریں گے، وہ جو Journalist Functioning Council concept کا لے کر آئے ہیں، یہ already Press Council of Pakistan کی شکل میں موجود ہے۔ اس میں تمام stakeholders ہیں۔ As per law, wage award میں journalists کے تمام rights protect کیے ہوئے ہیں اور اب سپریم کورٹ نے ان کے تمام rights کو as a worker accept کر لیا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اس وقت ان کے لیے جو initiative لیا تھا، سپریم کورٹ نے اس initiative کو according to rules, according to law accept کرتے ہوئے اس کی implementation کا حکم دیا

ہے۔ ہم جب بیٹھیں گے تو وہ چیزیں جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں یا جو implementation process میں ہیں یا جو یہ further کرنا چاہتے ہیں، اس کو thresh out کر کے اس کی کوئی بہتر شکل نکالیں گے انشاء اللہ۔ Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much madam Minister. I appreciate your comments. Now we have got this consensus almost. After this Item No.7, we have Items No. 8 and 9. There is Rule 25, if notices of two or more identical Bills are received, the Bill securing first place in the ballot shall be proceeded with and, in case of motion for leave to introduce the Bill securing first place in the ballot moved, the remaining Bills shall not be proceeded with.

My suggestion to the honourable movers is that all those members mentioned at Item No. 8 will also be treated as movers of this Bill i.e. Item No. 6. This Bill along with Professor Khurshid Ahmed's Bill and others who have already moved the Bill leaving the same subject because it is dealing with the same subject matter and substance, so we can proceed by clubbing them together, if you, Raja sahib and the movers are agreed. Yes, of course, now I put before the House.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! پہلے میں move کروں گا، اس کے بعد آپ put کریں۔ ہم Item No. 6 پر ہیں اور آپ Item No.7 پر آرہے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It is not being opposed, no need for voting of that, it is not being opposed by the Government sir.

Mr. Presiding Officer: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned because it has not been opposed.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! دیکھیں دو باتیں ہیں کہ ہم ایک leave grant کرنے پر oppose نہیں کر رہے، secondly introduce کرنے والی بات بعد میں آتی ہے۔ ہم نے پہلے leave میں oppose نہیں کیا، اب after the leave the honourable Senator would move the Bill اور جب وہ move کریں گے، then it should be sent to the Committee.

Mr. Presiding Officer: The leave is granted, now you can move Item No.7.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اب leave مل گئی، اس لیے میں move کرتا ہوں۔

Mr. Chairman, I beg to move to introduce the Bill to provide protection, security and relief to the journalists [The Journalists Protection and Welfare Bill, 2011]

Mr. Presiding Officer: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. The Item No.8 of course we have clubbed with the Items No.6 and 7 and the Item No.9 is also the same, Items No. 10 to 18 none of the members are present, these are deferred. Now, we have completed the agenda, if there are anymore points of order and anybody would like to say something, if you have nothing more, then we can adjourn the House.

جی، بی بی کلثوم صاحبہ۔ بی بی کلثوم بات کرلیں، اس کے بعد آپ بات کریں۔ وہ commenced motions ہیں، وہ بعد کی بات ہے، نہیں ابھی کلثوم صاحبہ کے پاس floor ہے، جی، کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! میرا point of order ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، point of order پر بات کرلیں۔

Point of Order: Pakistan's Nomination as a Non-Permanent Member of the UN General Assembly

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں minutes 2, 4 بات کروں گی اور آپ کی دو، تین چیزوں کی طرف توجہ دلاؤں گی۔ سلامتی کونسل میں پاکستان کا غیر مستقل رکن منتخب ہونا، پاکستان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ پاکستان دنیا میں تنہا ہے، مگر الحمدللہ، پاکستان کی سلامتی کونسل کی رکنیت دنیا میں show کرتی ہے کہ الحمدللہ، اس وقت پاکستان کے ساتھ پوری دنیا کے لوگ ہیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ اس کا credit پاکستان کو جاتا ہے، مگر ہمارے وہاں پر UNO کے سفیر حسین عبداللہ ہارون صاحب ہیں، ان کو بھی credit جاتا ہے، اس لیے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے پاکستان کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے بہت effort کی۔

جناب! میرا دوسرا point ہے کہ Government of Pakistan نے دو چھٹیاں announce کیں جو کہ اس وقت صرف Federal میں لاگوں ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا سب سے زیادہ بجلی اسلام آباد میں خرچ ہوتی تھی؟ ہم نے ابھی تک چاروں صوبوں کا consensus کیوں نہیں لیا؟ جناب! آپ دیکھیں کہ ہمارے ساتھ راولپنڈی ہے، وہاں پر banks, schools and offices کھلے ہوتے ہیں اور یہاں اسلام آباد میں offices, banks and schools جمعہ کے بعد بند ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ کوئی بجلی کی بچت نہیں ہے بلکہ مزید کام کو delay کرنا اور defer کرنے کی بات ہے۔ ان چھٹیوں کو پورے پاکستان میں لاگوں ہونا چاہیے، اگر سارے پاکستان میں لاگو نہیں ہوتیں تو اسلام آباد میں بھی ایک چھٹی ہونی چاہیے۔ ہمیں ایسی کیا ضرورت پیش آگئی ہے، ہم نے آج تک ایک چھٹی سے بجلی کی کتنی بچت کر لی ہے؟

میرا تیسرا point ہے کہ جب ہمارے صوبے بلوچستان میں winter season آتا ہے، سننے میں یہ آیا ہے کہ وہاں پر بھی gas load shedding ہو گی۔ جناب! میرے صوبے میں نہ کوئی factory ہے، نہ کوئی ایسی industry ہے اور نہ میرے صوبے میں گیس کی کوئی ایسی کھپت ہے، میرا صوبہ آبادی کے لحاظ سے سب سے کم ہے۔ میری suggestion یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں خاص کر

جو winter season ہے، جب minus 15 درجہ حرارت ہوتا ہے، اس کو gas load shedding سے exempt کیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ جی۔ ڈاکٹر سعیدہ اقبال۔

سینیٹر ڈاکٹر سعیدہ اقبال: میری ایک query ہے، میں پہلے معافی مانگتی ہوں کہ اگر کسی کو میرے بولنے سے تکلیف ہو۔ میری چھوٹی سی query یہ ہے کہ میں نے پاکستان کی مظلوم خواتین اور بچوں کے حوالے سے ایک motion move کیا تھا۔ وہ گزشتہ اجلاس میں agenda پر تھا، مگر سیلاب کی وجہ ایک ہنگامی صورت حال پیدا ہوئی۔ میرا 194 کے تحت motion تھا، وہ اب ختم ہو گیا ہے۔ آپ کو مجھ سے rules کا زیادہ پتا ہے، مجھے شاید کچھ بھی نہیں آتا۔ آپ please مجھے بتا دیں کہ اس کے بارے میں کیا کیا جائے؟ میں نے اس کو جب point of order پر اٹھایا تو اس کو sabotage کیا گیا جب ہم motion لے کر آئے تھے اور چیئرمین صاحب نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمیں time دیں گے۔ وہ motion ایک دفعہ agenda پر آیا اور ہنگامی صورت حال کی وجہ سے وہ agenda ختم کیا گیا تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ agenda دوبارہ آتا۔ Thank you sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 1st November, 2011 at 4 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 1st November, 2011 at 4 p.m]